رسول اکرم ﷺ کے جد امجد قصی: احوال و آثار کا تحقیقی مطالعہ

“Qusai” The great-grandfather of Prophet Muhammad (S.A.W), A Research Study of Life and Works

Syeda Shumaila Rubab Rizvi
Visiting Lecturer Institute of Islamic studies
Shah Abdul Latif university Khairpur Mirs
Email: shumaila.rubab@salu.edu.pk

Abstract

This research paper delves into the life and works of Qusai ibn Kilab, a towering figure in Arabian history whose astute leadership and remarkable accomplishments paved the way for the emergence of Islam. Born into the Quraysh tribe, the dominant force in Mecca during the 5th century CE, Qusai inherited his father's mantle of leadership and swiftly ascended to prominence, demonstrating exceptional charisma and sagacity. The paper meticulously examines Qusai's pivotal role in unifying the Quraysh tribe. Prior to his ascendancy, the tribe was fragmented into various clans, often vying for power and influence. Qusai's astute diplomacy and unwavering commitment to fostering unity enabled him to bridge these divisions, forging a cohesive and formidable entity. This unification had a profound impact on the stability and prosperity of Mecca, transforming it into a thriving hub of commerce and pilgrimage. Qusai's most notable accomplishment, undoubtedly, was the construction of the Kaaba, the holiest site in Islam. Prior to his intervention, the Kaaba was a dilapidated structure of modest stature. Qusai's vision and determination led to its reconstruction, elevating it to a magnificent edifice that commanded reverence and awe throughout Arabia. This act of piety and foresight not only enhanced the spiritual significance of Mecca but also solidified its position as the religious and cultural epicenter of the Arabian Peninsula.

The paper concludes with an insightful analysis of Qusai's enduring legacy. His astute leadership and visionary initiatives had a profound impact on the course of Arabian history. The unification of the Quraysh tribe under his guidance fostered stability and prosperity in Mecca, creating a conducive environment for the rise of Islam. Qusai's name is etched in the annals of history as a revered figure whose contributions shaped the destiny of the Arabian Peninsula.

In addition to his aforementioned achievements, Qusai also implemented a number of reforms that further enhanced the stature of Mecca. He established the Siqayah, a system for providing pilgrims with water, and the Rifadah, a program for feeding the poor. These initiatives not only alleviated hardship but also fostered a sense of communal solidarity.

Qusai's astute leadership and visionary initiatives laid the foundation for the emergence of Islam. His unification of the Quraysh tribe created a cohesive and powerful entity that could provide the necessary support for the nascent faith. His construction of the Kaaba elevated Mecca's spiritual significance, making it a focal point for religious devotion throughout Arabia. Qusai's legacy is one of unity, prosperity, and spiritual

enlightenment. His name is forever enshrined in the history of Islam as a revered figure who played a pivotal role in shaping the destiny of the Arabian Peninsula.
Keywords: Qusai ibn Kilab, Prophet Muhammad (peace be upon him), Arabian Peninsula, Mecca, Quraysh tribe, Kaaba

مقدمہ

رسول اکرم ﷺ کے جد امجد قصی بن کلاب، قریش کے سب سے مشہور اور بااثر سردار تھے۔ انہوں نے قریش کے قبائل کو متحد کیا اور مکہ کو ایک اہم تجارتی مرکز کے طور پر قائم کیا۔ قصی بن کلاب کی زندگی اور کارناموں کا مطالعہ اسلام کی تاریخ کے لیے بہت اہم ہے۔ اس مقالے میں، قصی بن کلاب کے احوال و آثار کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے گا۔ اس مطالعے کے لیے، قرآن کریم، احادیث، اور تاریخ کی کتابوں سے معلومات حاصل کی جائیں گی۔ اس مقالے میں قصی بن کلاب کی پیدائش، پرورش، شادی، اور کارناموں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

جناب عبدالمطلب کے آباء و اجداد کے بارے میں مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ تک اٹھائیس افراد، حضرت نوحؑ تک 38 اور حضرت آدمؑ ابوالبشر تک اڑتالیس افراد کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ "عدنان" سے اوپر کے افراد کے ناموں اور تعداد کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ جو محققین مزید تفصیلات جاننا چاہیں وہ تاریخ اور سلسلہ نسب سے متعلق لکھی گئی دوسری کتب کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔ ان کتب میں ان سب ناموں اور تعداد کے بارے میں پائے جانے والے اختلاف کو ملاحظہ کرسکتے ہیں۔[1]

چند احادیث میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اِذَا بَلَغَ نَسَبِي اِلٰی عَدنَانَ فَاَمسِکُوا۔"[2] یعنی جب میرا سلسلہ نسب عدنان تک پہنچے تو سکوت اختیار کرو۔

"عدنان" رسول اللہؐ کے اکیسویں اور حضرت عبدالمطلب کے انیسویں جد امجد ہیں۔ تمام مؤرخین نے پیغمبر اکرم ﷺ کا سلسلہ نسب ان تک بغیر کسی اختلاف کے اس طرح بیان کیا ہے۔

"محمدؐ" بن عبداللہ بن عبدالمطب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان-----

عبدالمطلب بن ہاشم، جن کا نام عمرو تھا، ابن عبد مناف، جن کا نام مغیرہ تھا، ابن قصی، جن کا نام زید تھا، بن کلاب، بن مرہ، بن لعب، بن غالب، بن فہر، قرشیت فہر تک ہی پہنچتا ہے، جو فہر سے اوپر کا سلسلہ ہے انہیں قرشی یا قریشی نہیں کہا جاتا۔ انہیں کنانی کہتے ہیں۔ فہر کے والد مالک ابن نضر تھے، نضر کا نام قیس تھا، ابن کنانہ، ابن خزیمہ، بن مدرکہ، جن کا نام عمرو تھا، ابن الیاس، بن مضر، ابن نزار، ابن معد، ابن عدنان۔

کریمہ بنت مقداد الاسود البرانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: معد کے والد عدنان تھے، ابن اود، بن یریٰ، ابن اعراق الثریٰ۔

جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا گیا ہے ، عدنان سے اوپر حضرت آدمؑ ابو البشر تک کے سلسلہ نسب کے حوالے سے تاریخ اور روایات میں رسول اللہؐ اور جناب عبد المطلب کے آباء و اجداد کے اسماء و تعداد کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اس لیے شاید پیغمبر کرمؐ نے سلسلہ نسب کو عدنان سے آگے بیان کرنے سے منع فرمایا ہو۔ ایک حدیث میں جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلہ نسب کو معد بن عدنان، بن اود سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں پہنچ کر رک جاتے اور ارشاد فرماتے: " كَذَّبَ النَّسَّابُونَ "یعنی سلسلہ نسب ملانے والے جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:"وَ قُرُوناًبَينَ ذَالِكَ كَثِيراً۔"(اس بیچ میں بہت سی نسلیں گذری ہیں)۔[3]

جناب عبد المطلب کے آباء و اجداد میں بڑی شخصیات رہی ہیں۔ ان میں گذشتہ انبیاء الٰہی مثلاً: حضرت اسماعیلؑ، ابراہیمؑ، نوحؑ، ادریسؑ، شیثؑ اور آدم علیہم السلام جیسے یگانہ روزگار افراد رہے ہیں۔ اسی طرح جناب عدنان تک جو افراد بیان ہوئے ہیں، وہ بھی بہت ہی اعلیٰ شخصیات سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً: جناب ہاشم، قصی بن کلاب، نضر بن کنانہ، فہر بن مالک اور عدنان وغیرہم۔ یہ لوگ سیاسی اور سماجی لحاظ سے جزیرہ نمائے عرب اور شہر مکہ کے معتبر ترین افراد تھے۔ ان کے حکم اور اجازت کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کے بارے میں کچھ شخصیات کے حوالے سے اختصار کے ساتھ معلومات پیش کرتے ہیں تاکہ آنے والے حالات اور واقعات کو بہتر طریقے کے ساتھ سمجھا جاسکے۔

قصی بن کلاب

کلاب بن مرہ کے صلب سے ان کی زوجہ فاطمہ بنت سعد کے زہرۃ بن کلاب پیدا ہوئے۔ کچھ زمانے کے بعد قصی کی ولادت ہوئی کہ جن کا نام زید رکھا گیا تھا، کلاب بن مرہ کی وفات کے بعد ربیعہ بن حرام بن ضمنہ ----بن سعد بن زید جو کہ قضاعہ کے تھے، وہاں آئے اور فاطمہ بنت سعد کو اپنی قوم ، بنی عذرہ کے علاقے میں جو ملک شام کے شرفاء تھے لائے۔ زہرہ بن کلاب تو بڑے تھے، اپنی قوم ہی میں رہ گئے، مگر قصی چھوٹے تھے اور ابھی تازہ ہی ان کا دودھ چھڑایا گیا تھا، فاطمہ ان کو اپنے ساتھ لے گئیں، اسی بناء پر نام بھی قصی مشہور ہوا کہ انہیں لے کے اقصائے شام کو چلی گئی تھیں۔ وہاں ربیعہ کے صلب سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام رازح مشہور ہوا۔[4]

قصی کی مکے کی طرف واپسی

قصی اپنے آپ کو ربیعہ بن حرام سے منسوب کرتے تھے۔ (یعنی اس کو اپنا والد کہتے تھے)۔ ایک مرتبہ قبیلہ قضاعہ کے ایک شخص کے ساتھ قصی کا جھگڑا ہوا۔ قصی نے اس پر غلبہ پایا تو اس نے جناب قصی سے کہا کہ تو ہم میں سے تو ہے نہیں، پھر اپنے شہر کیوں نہیں جاتے، اپنی قوم سے کیوں نہیں جا کر ملتے۔ وہاں سے لوٹ کر قصی اپنی والدہ کے پاس آئے اور اپنے باپ کے بارے میں دریافت کیا۔

جواب ملا: ربیعہ۔

قصی نے کہا: ربیعہ اگر میرے والد ہوتے تو میں نکالا نہ جاتا۔

والدہ بولیں: میرے بیٹے! خدا کی قسم تو اپنی ذاتی حیثیت سے، اپنے والد کی حیثیت سے، اپنے خاندان کی حیثیت سے اس سے کہیں زیادہ شریف ہے اور تیرا گھرانا اس سے بہت اشرف ہے۔ کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی تیرے باپ تھے، تیری قوم مکے میں بیت الحرام کے پاس اور اس کے ارد گرد مقیم ہے۔

قصی نے کہا: یہ بات ہے تو خدا کی قسم میں یہاں کبھی نہ ٹھہروں گا۔

ماں بولیں: اچھا تو ابھی ٹھہر جا، تاکہ حج کا موسم آجائے، اس وقت نکل کر حجاج عرب کے ساتھ ہولینا، کیونکہ میں ڈرتی ہوں تجھے کوئی ضرر نہ پہنچائے۔

قبیلہ قضاعہ کے ساتھ، حج کے ایام میں قصی مکے پہنچے، تو ان کے بھائی زہرہ ابھی زندہ تھے مگر ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ قصی نے ان کے قریب آکر کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں۔ زہرہ نے ان کے جسم پر ہاتھ پھیر کر کہا: خدا کی قسم میں اس آواز کو جانتا ہوں، اس شباہت کو پہچانتا ہوں۔

حج سے فراغت کے بعد واپس جانے سے انکار کر کے، مکے ہی میں رہ پڑے۔ کچھ دنوں کے بعد حلیل بن حشیہ کہ لحی الخزاعی سے بھی یہی مراد ہیں، ان کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ حلیل اس زمانے میں مکے کی حکومت اور خانہ کعبہ کی پردہ داری کے متولی تھے۔[5]

خانہ کعبہ کی تولیت

کہا جاتا ہے کہ جب حلیل بن حبشہ نے اپنے انتقال سے پہلے، خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کا کام سنبھالنے کی قصی کو وصیت کر کے کہا کہ اس کے لیے تو ہی سزاوار ہے۔ اس سے پہلے وہ قصی کی اولاد کو اپنی اور اپنی بیٹی کی اولاد قرار دے چکا تھا۔ اگرچہ تاریخ کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ حلیل کی وفات کے بعد ان کے بیٹے المحترش

جانشین ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی موجود ہے کہ اس نے محصولات میں کچھ قبائل کی طرف سے کمی کی وجہ سے یہ ذمہ داری قصی کے حوالے کی۔ یہ کہنا کہ قصی کی طرف سے محترش کو کھلا پلا کر کچھ اونٹوں کی قیمت پر خانہ کعبہ کی تولیت حاصل کی گئی، یہ بات نہ قصی کے کردار سے میل کھاتی ہے اور نہ ہی یہ قرین قیاس ہے۔ اگر اس طرح ہوتا تو لوگوں کے شبہات کو ختم کرنے اور ان کو اپنی طرف دعوت دینے کے لیے، وہ اپنے اولاد اسماعیلؑ میں سے ہونے کو بطور دلیل پیش کرتے تو بھی قبضہ کرنے کا بہترین جواز موجود تھا۔[6]

قبیلہ صوفہ کے لوگ غوث بن مر کی اولاد میں سے تھے، حجاج کو بہت زیادہ تنگ کرتے تھے۔ عرفات سے لوگوں کو ہٹا دیتے تھے، جب تک کہ ان میں سے کوئی فرد پہلے رمی جمرات نہ کر لیتا۔ پہلے سال تو ان لوگوں کا یہی طریقہ رہا، مگر دوسرے سال کے لیے قصی نے انتظامات کر لیے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے اپنے سابقہ طرز پر عمل کرنا چاہا، قصی اپنے حامیوں کو لے کر پہنچ گئے۔ آخر کار بنی صوفیہ کو شکست ہوئی۔ اس خجالت و ہزیمت سے خزاعہ اور بنی بکر قصی سے الگ ہو گئے۔ قصی نے ان سے جنگ کی، ابطح میں بڑی جنگ ہوئی، کئی لوگ مارے گئے، آخر میں صلح ہوئی۔

۱۔ خزاعہ اور بنی بکر مکے سے نکل جائیں، تولیت کعبہ و حکومت کے لیے خزاعہ سے قصی بن کلاب اولیٰ ہیں۔

۲۔ قصی کے لیے تولیت خانہ کعبہ اور حکومت مکہ خالی کر دی جائے۔

۳۔ خزاعہ و بنی بکر نے، قریش و بنی کنانہ کے جو خون کیے ہیں ان کا خوں بہا دینا ہو گا، جب کہ خزاعہ و بنی بکر کا کوئی خوں بہا نہیں۔[7]

قریش کا آغاز

مقداد (ابن الاسود) کہتے ہیں: جب قصی کو فراغت حاصل ہوئی اور خزاعہ و بنی بکر مکے سے نکالے جا چکے، تو قریص ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اسی دن سے اس اجتماعی حالت کی بنا پر یہ لوگ قریش کے نام سے موسوم ہوئے اور شہرت پائی۔ تقریش جس سے یہ لفظ قریش نکلا ہے، اس کا مطلب بھی اجتماع ہی کا ہے۔ قریش نے قصی کو مجمع (جمع کرنے والے) کا خطاب اسی لیے دیا کہ ان کی بدولت قریش کو جمعیت نصیب ہوئی۔

ایک دوسری دلیل جو اس سلسلے میں پیش کی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے محمد بن جبیر سے دریافت کیا کہ: قریش کا نام قریش کب پڑا؟

محمد ابن جبیر نے جواب دیا: قریش کا نام اس وقت پڑا جب یہ لوگ تفرق اور پراگندگی کے بعد مجتمع ہوئے، اسی اجتماع کا نام تقرش (یعنی قریشیت) ہے۔ عبد الملک نے کہا: میں نے یہ بات تو نہیں سنی، البتہ یہ ضرور سنا ہے کہ قصی کو قریش کہا جاتا ہے اور اس سے پہلے قریش کا نام نہیں پڑا تھا۔[8]

قصی بن کلاب کے اختیارات

(۱) حجابت، یعنی خانہ کعبہ کی پردہ داری یا دربانی کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

(۲) سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا۔

(۳) رفادہ یعنی حاجیوں کو کھانا کھلانے کا انتظام کرنا۔

(۴) لواء۔ اس سے مراد علم جنگ بلند کرنا۔

(۵) ندوہ یعنی مجلس شوریٰ یا ایوان حکومت۔

(۶) حکومت مکہ، یہ سارے اختیارات قصی کے ہاتھ میں تھے۔

(۷) اہل مکہ کے علاوہ جو لوگ مکے میں داخل ہوتے، قصی ان سب سے عشر وصول کیا کرتے تھے۔

دار الندوہ کا قیام

عبد اللہ بن جعفر الزہری اور محمد ابن السائب، ان دونوں کی بالاتفاق روایت کے مطابق قصی بن کلاب وہ پہلے شخص ہیں جن کو ملک و مملکت حاصل ہوئی اور قوم نے بھی ان کی اطاعت کی۔ وہ مکہ میں ایسے مانے ہوئے شریف تھے کہ کسی کو ان کی شرافت و عظمت میں مجال نزاع نہ تھی۔ قصی نے دار الندوہ تعمیر کر کے اس کا دروازہ بیت اللہ کی جانب رکھا، یہی دار الندوہ وہ ہے جس میں قریش کے تمام معاملات کے تصفیے ہوتے تھے۔ اس کو دار الندوہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ مقام قریش کا محل اجتماع تھا، نیک و بد، خیر و شر کوئی معاملہ ہو۔ سب کے لیے وہیں جمع ہوتے۔ (ندوے کا ماخذ ندی ہے اور ندی مجمع قوم کو کہتے ہیں) اسی مناسبت سے ان کے دار الاجتماع کو ندوہ یا دار الندوہ کہا جاتا ہے۔[9]

مزدلفہ میں روشنی اور حاجیوں کی آسایش کے انتظامات

قصی جس وقت مزدلفہ میں ٹھہرے تو وہاں آگ جلانے کی رسم نکالی، تاکہ عرفات سے آنے والا اس روشنی کو دیکھے۔ اس رسم کے مطابق ہمیشہ یہ آگ اسی شب میں یعنی شب اجتماع عرفات میں روشن رہا کرتی، جاہلیت میں یہی دستور آخر تک رہا۔ اسلم کے آنے کے بعد بھی، رسول اللہؐ، عہد خلافت راشدہ اور دو صدیوں سے بھی زیادہ عرصے تک یہ روشنی ہوا کرتی تھی۔

حاجیوں کی آسائش کے لیے قصی نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا: اے جماعت قریش، تم اللہ تعالیٰ کے زیر پناہ ہو، پڑوسی ہو، خانہ خدا والے ہو، اہل حرم ہو، حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اس کے گھر کے زائر ہیں اور تمام مہمانوں سے زیادہ مستحق کرامت ہیں۔ لہٰذا تم بھی ان کے لیے حج کے دنوں میں کھانے پینے کا انتظام کیا کرو اور یہ انتظام اس وقت تک کے لیے ہو کہ وہ تمہارے ہاں سے رخصت ہو جائیں۔ قریش ہر سال حاجیوں کی آسائش کے لیے اپنے مال و

دولت میں سے کچھ حصہ نکال کر قصی کے سپرد کر دیا کرتے تھے، اسی آمدنی سے حاجیوں کے لیے پانی اور کھانے کا انتظام ہوتا تھا۔ یہ طریقہ بھی صدیوں تک جاری رہا[10]۔

قصی کی وفات

جب قصی بوڑھے اور ضعیف ہو کر وفات پا گئے تو ان کو مقام حجون میں دفن کر دیا گیا۔ ان کی وفات پر ان کی بیٹی تحمر نے ان کا مرثیہ پڑھا، جو تاریخ کی کتابوں میں درج ہے۔

عبد مناف

قصی کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں سب سے بڑے عبد الدار تھے، مگر وہ کمزور واقع ہوئے تھے۔ محمد ابن السائب کے مطابق: قصی کی وفات کے بعد عبد مناف بن قصی ان کے قائم مقام ہوئے۔ قریش کے تمام امور ان کے ہاتھ میں تھے۔ جن کاموں کی داغ بیل قصی نے ڈالی تھی، عبد مناف نے ان کو برقرار رکھتے ہوئے کچھ دوسرے امور کا بھی اضافہ کیا۔

اولاد عبد مناف

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی: عبد مناف کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہوئیں۔

مطلب بن عبد مناف، یہ سب سے بڑے بیٹے تھے، انہیں نے قریش کے لیے نجاشی، حبشہ کے حکمران سے تجارتی معاہدہ کیا تھا۔

(۲) ہاشم بن عبد مناف، ان کا نام عمرو تھا، انہوں نے ہرقل، شام و روم کے فرمانرواسے معاہدہ کیا تھا کہ قریش امن و حفاظت کے ساتھ شام میں تجارت کا سفر کر سکیں گے۔

(۳) عبد شمس بن عبد مناف (۴) الف۔ تماضر بنت عبد مناف (۵) ب۔ حنہ بنت عبد مناف۔ (۶) ج۔ قلابہ بنت عبد مناف۔ (۷) د۔ برہ بنت عبد مناف۔ (۸) ھ۔ ہالہ بنت عبد مناف۔ ان تینوں بھائیوں اور پانچوں بہنوں کی والدہ عاتکہ کبریٰ تھیں۔ (۹) نوفل بن عبد مناف، کسریٰ، ایران کے بادشاہ سے انہیں نے اجازت نامہ حاصل کیا تھا کہ قریش عراق میں سفر اور تجارت کر سکیں گے۔ (۱۰) ابو عمرو بن عبد مناف۔ (۱۱) ابو عبید بن عبد مناف، یہ خود بھی انتقال کر گئے اور لاولد بھی رہے۔ ان تینوں کی والدہ واقدہ تھیں۔[11] (۱۲) ریطہ بنت عبد مناف۔[12]

عبد مناف کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ہاشم ان کے جانشین ہوئے۔

خلاصہ بحث

قصی بن کلاب ایک عظیم شخصیت تھے جنہوں نے قریش کے قبائل کو متحد کیا اور مکہ کو ایک اہم مذہبی و تجارتی مرکز کے طور پر قائم مضبوط کیا۔ اس مقالے میں، قصی بن کلاب کے احوال و آثار کا ایک مختصر اور جامع مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قصی بن کلاب ایک باصلاحیت اور ذہین رہنما تھے جنہوں نے قریش کو ایک طاقتور اور باا ثر قبیلہ بنادیا۔ قصی بن کلاب سے متعلق تحقیقات میں ان کے احوال و آثار کے علاوہ، ان کے کارناموں اور اسلام کی تاریخ میں ان کے کردار پر بھی بحث کی جاسکتی ہے۔ اس مقالے میں قصی بن کلاب کے بارے میں موجود مختلف روایات اور اقوال کا بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ تفصیلی معلومات کے لیے مناقب ابن شہر آشوب، ج 1، بحار الانوار، ج 15، تاریخ یعقوبی، ج ۲، سیرہ ابن ہشام، ج ۱، مروج الذہب، ج ۲، تاریخ طبری، ج ۲ اور دوسری کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

[2]۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمۃ، ج 1، ص 65

[3]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۶۹

[4]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۷۷

[5]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۷۸

[6]۔ ایضاً، ص ۷۹

[7]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۰

[8]۔ ایضاً، ص ۸۱۔ ۸۲

[9]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۲

[10] طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۴

[11]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۶

[12]۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۷